ڈاکٹر محمد ریاض

نظامِ فتوت کے آداب و رسوم اور اصطلاحات

فتوت ایک عملی نظام ہے۔ اور اس میں جسمانی اور روحانی تربیت کی بے حد ضرورت ہے چنانچہ تصوف کی مانند کوچۂ فتوت میں داخل ہونے کی خاطر بھی ایک مفصل کورس ترتیب دیا ہوا نظر آتا ہے اور اس ضمن کی نمایاں باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

آداب و رسوم

عاقل و بالغ اور مروّت، حیا اور استقامتِ احوال کے حامل نوجوان (مرد) مسلکِ جوانمردی سے وفادار رہنے کا حلف نامہ اٹھا کر، اس نظام کی رکنیت کے "امیدوار" بن سکتے تھے مگر اس امیدواری کو عملی رکنیت میں مبدّل کرنے کے سلسلے میں کئی اخلاقی اور عملی اوصاف کو نظر میں رکھا جاتا تھا۔ دورِ انحطاط کے فتیان کی بد اخلاقیاں مسلّم، مگر اس نظام کے عروج کے دور میں، اخلاقی ضوابط بڑے سخت تھے۔ ابن المعمار الحنبلی بغدادی کتاب الفتوۃ میں رقم طراز ہے کہ فتیان کو لازم ہے کہ وہ دو سو کبائر و صغائر سے محترز رہیں اور وہ ان کبائر و صغائر گناہوں کی فہرست بھی دیتا ہے۔ یہی مصنف لکھتا ہے کہ ہر وہ کام جس کے ارتکاب سے دعوۂ اسلام باطل ہوتا ہو، اس کے کرنے سے فتوت بھی باطل و زائل ہو جاتی ہے۔ دیگر کتبِ فتوت میں عام طور پر بہتّر ایجابی اور چالیس سلبی شرائط مذکور ہیں جن سے فتوت کو تقویت یا ضعف ہوتا ہے۔ بہتّر ایجابی کاموں میں "امیدوار" کا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، بخشش کو واپس نہ لینا، ہر قسم کے ماحول سے نباہ کرنا، بزرگانِ فتوت کا احترام کرنا اور حتی الامکان حقوق العباد کو بجا لانے کی کوشش کرنا شامل ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کے ایک شاعر (عطار[1]) نے بہتّر ایجابی شرائط کو ایک چوراسی اشعار کے منظوم فتوت نامہ،

[1] ڈاکٹر محمد ریاض خان، فتوت نامہ عطار یا ناطقی؟ معارف اسلامی تہران نشریہ شمارہ ۸ سال ۱۹۷۰

میں بیان کردیا ہے۔ اس دلچسپ نظم کا نمونہ یہ ہے:۔

چنیں گفت‌اند پیران مقدم | کہ از مردی زندی درمیان دم
کہ ہفتاد و دو شد شرط فتوت | یکی زاں شرط ہا باشد مروت[1]

سلبی یعنی فتوت سے محروم کردینے والی شرائط میں مختلف پیشہ وروں اور افراد معاشرہ کو ضرر پہنچانے والوں کو شامل کیا جاتا رہا ہے۔ خود غرض، ذخیرہ اندوز، بہتان تراش، کارِ خیر میں روڑے اٹکانے والے، برائی پر مصر، راشی، مرتشی اور "تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" سے رُوگردان لوگ اس فہرست میں شامل تھے مگر بعد کے ادوار میں پیشہ ور، محترم فتیان مانے جانے لگے تھے۔

نظامِ فتوت کی رکنیت کا امیدوار (اصطلاح میں طالب یا صغیر) شخص اس نظام کے کسی رکن (استاد یا مطلوب ازروئے اصطلاح) کے توسط سے اپنی درخواست "پیرِ فتوت" (ناظر اور نقیب اس کے دوسرے القاب ہیں) کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ اس کے بعد چالیس روز تک اُسے "پیرِ فتوت" اور "استاد شد" طالب کی رکنیت قبول ہوجانے کے موقع پر اس کا مخصوص کمربند باندھے گا، اس رسم کا ذکر آئے گا) کی خدمت کرنا پڑتی تھی۔ اس دوران اسے سالکانِ تصوّف کے "چلّے" کی مانند، مختلف جسمانی امتحانات سے گزرنا ہوتا تھا اور اگر ان مراحل کو وہ کامیابی کے ساتھ طے کرے اور تجربہ کار فتیان اس کے بارے میں موافق رائے دیں تو اسے "ابن" (فرزند) کا لقب دیا جاتا تھا۔ ابن سے "فتی" کہلانے کا ایک دوسرا مرحلہ تھا۔ فتیان کے "زاویۂ مرکزی" میں ایک اجتماع کیا جاتا اور وہاں چند رسوم کی انجام دہی کے بعد ایک یا کئی "ابن"، "فتی" کہلانے لگتے تھے۔

فتیان کے مجمع خاص و عام کی رسوم بھی عجیب و غریب تھیں۔ ان رسوم کی ادائیگی کے "پیرِ فتوت" "استاد شد" اور "ابن" مکلف تھے۔ ماحصل یہ کہ "پیرِ فتوت" اس موقع پر ۲۸ امور انجام دیتا تھا۔ ان امور کو فتیان نے فرائض، سنن اور مستحبات کا نام دے رکھا تھا[2]۔ "ابن" ایک یا

---

[1] المروۃ شعبۃ من الفتوۃ ... ھی صفۃ باطنۃ والفتوۃ صفۃ ظاھرۃ من فعل الخیر والکف عن الشر" کتاب الفتوۃ لابن المعمار، ص ۱۴۹

[2] تفصیل فتوت نامہ سلطانی میں ہے، بعض مراتب ماہنامہ "ارمغان" میں ان رسوم کی تلخیص چھپوا رہے ہیں اب تک پانچ قسطیں نکل چکی ہیں (۱۹۷۰ء کے شمارے ملاحظہ ہوں)

زیادہ، جوانمردانِ شہر اور حاضرین کی تواضع کا اہتمام کرتے تھے۔ شیرینی، حلوہ اور پھل تقسیم کیے جاتے اور خوشی منائی جاتی۔ اس کے بعد "استاد شد" اور "ابن" دو سجادوں پر قبلہ رو ہو کر ساکت و صامت بیٹھ جاتے اور "پیرِ فتوت" قرآن مجید کی ان آیات کو تلاوت کرتا جن میں فتوت کا ذکر اور الفاظ عہد کی تعلیم ہے۔ اس موقع پر "ابن" سے معدود الفاظ کا حلف لیا جاتا۔ اسے خرقۂ فتوت پہنایا جاتا، وہ نمکین پانی کا گلاس (کاسۃ الفتوۃ) پیتا، مخصوص قسم کی سروال (شلوار) پہنتا اور ایک کلاہ کو زیبِ سر کرتا۔ "استاد شد" اس کے ازاربند کو تین گرہیں لگاتا (شد بندی) "ابن" اٹھتا اور خاص قسم کی شمع کو روشن کرتا۔ یہ گویا مراسم کے انجام پذیر ہونے کا اعلان تھا۔ اس موقع پر اعلان کر دیا جاتا کہ آج فلاں ابن فلاں "فتی" بنا اور فتیان کی برادری کا باقاعدہ رکن قرار پایا ہے۔ ان اشارات کی روشنی میں "فتی" بننے کی مشکلات واضح ہیں۔

مذکورہ عجیب رسوم کی توجیہات با اختصار ملاحظہ ہوں:۔

شلوار (سروال) عفت، عظمت، اور پاکدامنی کی مظہر تھی جب کہ "کلاہ" عزت و احترام کی علامت۔ میر سید علی ہمدانی رسالہ "فتوتیہ" میں لکھتے ہیں "خرقۂ فتوت کی نمایاں علامتیں کلاہ اور شلوار (سراویل) ہیں۔ کلاہ احترام و وقار کی علامت اور شلوار عفت و پاک دامنی کی مظہر ہے۔ شلوار پوشی ستر شرعی کا لازمہ بھی ہے۔ عبادات میں مرد کا ستر از ناف تا زانو ہے اور شلوار اس مقام کی ساتر ہے۔ مشہور ہے کہ ابوالفتیان حضرت ابراہیمؑ کو ستر پوشی کے لیے تاکیدی وحی آئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دو شلواریں بنا رکھی تھیں۔ ایک کو دھلاتے تو دوسری پہنتے تھے۔ اہلِ فتوت اسی سنتِ خلیلؑ پر عمل کرتے ہیں۔[۴]"

کتبِ فتوت میں شلوار (علامتِ عفت) کا خاص ذکر ملتا ہے۔

"شد بندی" (ازاربند کو گرہیں لگانا) عفت کی صیانت کی علامت ہے۔ کتبِ جوانمرداں میں مرقوم ہے "سربند، سروال مدہ" ناصری سبزواری اپنے منظوم "فتوت نامہ" میں شلوار پوشی اور

---

۴ ماہنامہ فکر و نظر مارچ ۱۹۷۱ء ص ۶۸۰

۵ فرہنگ ایران زمین شمارہ ۱۰۔ سال ۱۳۴۰ ش: تصحیح و تحشیہ از سعید نفیسی۔

شدّبندی (ازار بند میں تین گرہیں لگانے) کی نادر مثالیں پیش کرتا اور روایات کا سہارا لیتا ہے اس کے بقول حضرت ابراہیمؑ (مع حضرت اسماعیلؑ) خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے تو حضرت جبریل امینؑ نے آپ کو ایک بہشتی سراویل پہنائی اور اس کے ازار بند میں تین گرہیں لگائی تھیں۔ فتیان کی یہ رسوم سُنتِ خلیلیؑ پر عمل کرنا ہے کہ:

اولش بندد "میانِ تربیہ" تاکہ حاصل گردد او را نصفیہ
ہم دوم بستن برائے خدمت است ہم چنیں از مہر باد و حشمت است
لیک ایں را آخرش "صحبت" بود از وجودش خلق را راحت بود

یہی شاعر کہتا ہے کہ نمرود لعین نے حضرت ابراہیمؑ کو آتشِ سوزاں میں ڈالتے وقت آپ کی بے حرمتی کی کوشش کی تھی اس موقع پر حضرت جبریلؑ امین ایک بہشتی سوال لے کر حاضر ہوئے اور آپ کے جسم مطہر سے اسے زیب و زینت دی:

تا نہ بیند ہیچ کس اندام او تا نشنید بدی در نام او
پس اساس و رسم شلوار ای رفیق ماند از ابراہیمؑ در بابِ طریق

شاعر کی ان بے اصل روایات میں ہی مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی یہ شلوار آنحضرتؐ کو پہنچی اور آپؐ نے اُسے حضرت علیؓ کے حوالے کر دیا۔ فتیان کے نزدیک استناد کی خاطر یہ باتیں اہمیت رکھتی ہیں۔ آب نمکین پلانے کی رسم کو بھی فتیان مسنون مانتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ رسولِ پاکؐ نے حضرت علیؓ کو "کاس الملیح" سے پلایا تھا۔ اس رسم کی توجیہ میں "نمک" (ملح) کی اہمیت پر توجہ دی جاتی رہی ہے "نمک" میں لذت اور ملاحت ہے۔ اس کا استعمال کئی صوری و معنوی فوائد کا متضمن ہے۔ فقہی اصطلاح میں نمک "استحالہ" میں ممد ہے "استحالہ" سے اشیا کے اوصاف اس طرح بدل جاتے ہیں کہ حرمت، حلت کا حکم پیدا کر لیتی ہے "نمک" "پلید گیوں" کو نابود کر دیتا ہے ظاہری حسن کی آن بان کو بھی "بانمک" ہونے سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت عیسےٰؑ نے اپنے مومن حواریوں سے فرمایا تھا "تم زمین کا نمک ہو"۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: "کان یوسف حسناً ولکنّنی املح" اور صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے "ملیح الانام" کے کلمات سے یاد فرمایا ہے۔[۶]

۶۔ بدیع الزمان فروزانفر: احادیثِ مثنوی مطبوعہ تہران ص ۲۱

مولانا ئے روم مثنوی کے دفتر اوّل میں پیر چنگ نواز کی داستان میں فرماتے ہیں:

آں نمک کز وی محمدؐ املح است ... زآں حدیث با نمک او افصح است

ایں نمک باقی است از میراثِ او ... با نو ئند آن، وارثانِ او بجو!

سبب کچھ بھی ہو، کاسس الفتوۃ سے پانی پینا، فتیان کا شعار رہا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ عمل "حقِ نمک" پہچاننے کی خاطر رہا ہے۔

اخیّت: لفظ "اخ" بمعنی برادر ہے اور "اخی" میرا بھائی، مگر نظامِ فتوّت میں "اخی" جوانمرد اور فتی کا معادل ہے۔ شاہِ ہمدان کے رسالہ فتوتیہ میں لکھا ہے "نظامِ فتوّت کی اصطلاح "اخی" بہت پہلے سے لوگوں میں رائج رہی مگر کم ہی افراد اس کی اصل سے آگاہ ہوں گے ... "اخی" وہ ہے جو اوصافِ فتوّت کا حامل ہو ... "اخی" بننے کے امیدوار کے لیے لازم ہے کہ اس میں سخاوت، عفت، امانت داری، شفقت، حلم، تواضع اور تقویٰ کی صفات جلوہ گر ہوں اور وہ عملی تربیت اور خدمت کے مراحل طے کر چکا ہو"[شہ] "اخی" کے بارے میں اس تصریح کے باوجود اور اسلام میں اخوت و مواخات کی تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی کہ "انما المؤمنون اخوۃ" بعض مستشرقین "اخی" کی اصطلاح کو ترکی آذربائیجانی لفظ "آقی"[شہ] بمعنی سخی و فیاض کا معرب مانتے ہیں۔

"تاریخِ اسلام میں "اخیت" (اخیۃ کا اسلوب) نظامِ فتوّت کا ایک دوسرا نام ہے۔ ساتویں آٹھویں صدی ہجری میں ایرانِ قدیم اور بعض عرب ممالک میں "اخیت" کے مراکز، نظامِ فتوّت کے زوایا اور لنگر خانوں کی صورت میں موجود تھے۔ فتیان اور اخیہ اجتماعی رفاہی کاموں میں معروف رہتے۔ وہ جو کچھ کماتے "رئیس لنگر خانہ" کے پاس جمع کرواتے اور اس رقم سے غریبوں اور بے نواؤں کی مدد کی جاتی تھی۔ ناصری سیواسی کے منظوم "فتوت نامہ" اور ابن بطوطہ طنجی مراکشی (۷۰۳ تا ۷۷۹ھ) کے مشہور "الرحلہ" (سفر نامہ) میں "مراکز اخیان" کی سرگرمیوں کے بارے میں کافی اشارات موجود ہیں۔ ناصری نے سیواس اور اناطولیہ کے نواح میں "مراکز اخیت" کی طرف اشارے کیے ہیں، جب کہ ابن بطوطہ ایران اور موجودہ ترکی کے دوسرے شہروں کے "اخیہ" کے بارے میں بھی روشنی

شہ کتاب الفتوۃ (رسالہ فتوتیہ) مطبوعہ ادارۂ اوقاف لاہور ۱۹۷۱ء

شہ فرانتز تیشنر۔ مجلہ دانشکدہ ادبیات تہران شمارہ ۴ سال ۱۳۳۵ شمسی۔ ص ۸۲

ڈاکٹر لکھتے ہیں مراکشی سیاح لکھتا ہے "اگرچہ شیراز اور اصفہان کے جوانمرد' مہمان نوازی، اور غریب پروری میں بے نظیر ہیں مگر اناطولیہ اور اس کے نواحی علاقوں کی 'جماعت اِخوہ' کی اور ہی بات ہے۔ مجھے اپنے طویل سفر کے دوران ایسے نیک سرشت، بے غرض اور دوسروں کے رفاہ کا خیال رکھنے والے لوگ نظر نہیں آئے" ابن بطوطہ ان 'حزب الاخوۃ' کی تشکیلات کا بھی ذکر کرتا ہے مثلاً ایک خبّاز' اخی' کے بیان میں لکھتا ہے "تقریباً دو سو اہل حرفہ اور دستکار اس خباز کے ماتحت ہیں۔ یہ لوگ جو کماتے ہیں اپنے ماعقین کی سرپرستی کے علاوہ وہ بچت کو رئیس گروہ کو دیتے اور اس کے توسط سے 'رئیس لنگر خانہ' کو پہنچاتے اور اس رفاہی مرکز کا خرچ چلاتے تھے" ابن بطوطہ نے بعض انتہا پسند عیاروں اور شاطروں کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً جمال لوک سجستانی (سیستانی) نامی "اخی عیار" کے بارے میں لکھتا ہے "...... اس سیستانی عیار نے عرب و عجم کے شاہسوار جوانمردوں کا ایک بڑا گروہ اپنے گرد جمع کر لیا ہے اور ان کی مدد سے غاصبان حقوق کی خبر لیتا ہے.. وہ دوسروں کی خاطر راہزنی کرتا ہے مگر کسی پر ہاتھ نہیں ڈالتا۔ یہاں مشہور ہے کہ وہ دست بدعا رہتا ہے کہ خدا ایسے لوگوں کو ہی اس کی تاخت و تاز کا نشانہ بنائے جو صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ نہیں دیتے یا استطاعت کے باوجود مستحقین کی اعانت نہیں کرتے۔ جمال لوک عیار، مال یغما سے 'مراکز اخوت' کی سرپرستی کرتا اور محتاجوں کی مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے عیار سواروں کے دستوں سمیت دور دراز بیابانوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور لوگ اس کی اقامت گاہ سے ناواقف ہیں۔ وہ رات کی تاریکیوں میں حملے کرتا ہے[۹]"

"اخیت" "نظام فتوت" کا ایک نمایاں مظہر رہی اور پانچویں صدی سے آٹھویں صدی ہجری تک کے اکثر فتیان "اخی" کہلاتے تھے۔ اخی فرج زنجانی (م ۴۵۷ھ) دور اوائل کے اخیاء میں سے تھے۔ کتنے ہی فتیان (اخوہ) کا ذکر ابن بطوطہ کے سفرنامے میں موجود ہے۔ میر سید علی ہمدانی کا رسالہ "فتوتیہ" از ابتدا تا انتہا "اخیت" کا مبین ہے اور اس ضمن میں آنجہانی فرانز ٹیشنر المانوی[۱۰] اور دائرۃ المعارف الاسلامیۃ[۱۱] کے مصنفین نے سودمند اشارے کیے ہیں

۹ سفرنامہ ابن بطوطہ جلد دوم ۱۰ مطابق حوالہ ۸

۱۱ عنوان "اخی" (AKHI)۔

رسالے کے مصنف کے دو پیرانِ طریقت اخی علی دوستی سمنانی، اور اخی محمد بن محمد اذکانی اسفرائنی اسی روش پر عامل تھے۔ برصغیر میں حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی (م ۷۲۵ھ) کے ایک مرید اخی سراج لکھنوی تھے (م ۷۵۸ھ)۔ ان کا لقب "اخی" ہی ان کے نظریات و اعمال کا مظہر ہے۔

اخوہ و فتیان کے مراکز، اجتماع گاہ اور لنگر خانے وسیع رقبہ زمین پر پھیلے ہوئے تھے۔ زوایا اور ورزش گاہیں ان سے متصل ہوتی تھیں۔ روحانی تربیت کے علاوہ جسمانی تربیت نیز فنونِ حرب اور آدابِ شاہسواری پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ شاہسواری اور پہلوانوں کی جملہ اصطلاحات، فتوت سے اثر پذیر ہیں[۱۲]۔ شاہسواری (فروسیت) عرب و عجم اور مغربی فتوت کا مشترک پہلو ہے۔ ایسے ہی "فارسیوں" نے سرزمینِ مغرب کی عیسائی مذہبیت کو متاثر کیا۔ علاوہ ازیں صلیبی جنگوں میں شریک ہونے والے "فتیان رضاکار" بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔

نظامِ فتوت کی مخصوص اصطلاحیں

نظامِ فتوت کے بارے میں عربی اور فارسی میں لکھی جانے والی بعض کتابوں میں قارئین اس مسلک کے بارے میں مخصوص اصطلاحات کو ملاحظہ کریں گے۔ فتیان کے درمیان مستعمل اصطلاحات میں سے بعض عربی اور فارسی ادبیات کا جزو بن گئیں، مگر کچھ ایسی بھی ہیں جو عام طور پر رواج نہ پا سکیں۔ ایسی پچیس اصطلاحات "کتاب الفتوۃ" لابن المعمار میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ بظاہر یہیں سے شمس الدین آملی نے انہیں "نفائس الفنون فی عرائس العیون" جلد دوم میں بیان کیا ہے۔ ہم ان اصطلاحات کو انہی کتب کی ترتیب کے مطابق مگر بالاجمال لکھ رہے ہیں۔

۱۔ بیت۔ فتیان، اخوہ کا ایک ایسا گروہ جس کی انفرادیت مشخص ہو جیسے "بیت الصلاح" (یعنی اولین فتیان کا بیت) فتیان کی برادری کو مختلف کاموں کی خاطر مختلف "بیوت" میں منقسم کر دیتے تھے۔ چونکہ فتیان ایک نیم عسکری تنظیم تھے، اس لیے "بیت" کا وجود ضروری تھا۔ "بیت" کے فتیان کی تعداد مقرر نہ تھی، البتہ "حزب" میں منقسم کرتے وقت یکساں تعداد کے "احزاب" کا خیال رکھا جاتا تھا۔

۱۲۔ کاظم کاظمی، نقش پہلوانی در نہضت ایرانی، تہران۔

۲۔ نسبت: یعنی "فتیا" کا "کبیر" اور "جد" دو اصطلاحات سے انتساب۔ جس طرح افراد قبائل سے منسوب ہوتے ہیں جیسے "طے" سے "طائی" اور "ہاشم" سے "ہاشمی"، اسی طرح فتیان "کبیر" اور "جد" سے منسوب رہتے تھے۔ "نسبت" تعارف کا ایک ذریعہ تھا۔ مثلاً کبیر کا نام امجد ہو اور جد کا احمد، تو ان کے ماتحت فتی کو "امجدی احمدی" کہا جائے گا یا دونوں نسبتوں میں سے کوئی ایک استعمال کی جائے گی۔

۳۔ حزب: حزب، بیت کا ایک جزو ہے اور ایک بیت میں کئی کئی احزاب ہوتے تھے۔ عام طور پر ایک قد، عمر اور ظاہری ہیئت کے افراد کو ایک "حزب" میں شامل کرتے اور ایک "فتیا" کو ان کا سرپرست مقرر کرتے تھے۔ ایک "بیت" کے "احزاب" کو برابر برابر تعداد میں منقسم کرتے تھے۔ ہزار افراد کا "بیت" ہو تو کبھی اڑھائی سو افراد کے چار "احزاب" ہوں گے اور کبھی سو سو کے دس، البتہ "بیوت" میں افراد کی تعداد مختلف تھی۔

۴۔ کبیر: اسے "زعیم قوم" کہتے تھے۔ ایک تجربہ کار اور سینیر "فتیا" جو کسی نووارد امیدوار کو تربیت دینے کا ممتاز ہو اور پھر اس کی موافق رائے کے مطابق "امیدوار" "ابن" کا لقب پا سکے جس وقت "ابن" کو "فتیا" بنانے کی تقریب منعقد ہوتی تھی "کاس الفتوۃ" سے آب ملیح پلانے کا کام "کبیر" کے ذمہ تھا۔ کبیر کو اب شیخ، قائد، عقید، راس الحزب اور ربّ البیت کے القاب سے بھی یاد کیا جاتا رہا ہے۔ وہ بڑی اہم شخصیت ہوتی تھی۔ فتیان برادری کے لیے عمدہ اور سہولت آمیز ماحول پیدا کرنا، فتوت کے آداب و رسوم کی پابندی کروانا اور سنتِ رسولؐ کی پابندی (البتہ فتیان کے عقائد کے مطابق) کی کوشش کرنا، اس کے فرائض میں شامل تھا۔

۵۔ جد: نسبت کا مرجع تھا اسے کبیر الکبیر بھی کہتے تھے۔ مرکز فتیان کا مرشد اعلیٰ اور کافی اختیارات کا حامل تھا۔ جد، کبیر کے طہد کا بسرچہ ہے اور اس کے انتخاب کی خاطر "کبیر" فیصلہ دیتے تھے۔

۶۔ رفیق: "بیت" کے جملہ منسوبین ایک دوسرے کے "رفیق" تھے۔ کلمہ "رفیق" جو کبھی رفاقت کا ر کے لیے ایک صالح لقب ہے ہر "فتیا" کے نام سے پہلے بولا اور لکھا جاتا تھا۔ مثلاً

"رفیق امجد" نظامِ فتوت دراصل نظامِ رفاقت ہے۔ "فتیٰ" کی تربیت میں اسے "آدابِ رفاقت" بھی سکھائے جاتے تھے۔ "ہر بیت" کے فتیان میں سے بعض کو "رفیق اعلیٰ" بنایا جاتا تھا، اس صورت میں اصطلاح کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ دوسرے ہم نوع کے خدمت گزار ہوتے تھے۔ اس اصطلاح کی توضیح میں "کتاب الفتوۃ" لابن المعمار نے رفاقت و اخوت کی اہمیت پر زورِ قلم صرف کیا اور خلوت و جلوت میں "آدابِ رفاقت" کی ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔

۷۔ **مسابل (مسامل)**۔ ایک درجے کے مساوی لوگ "ابن" جنہوں نے ایک "کبیر" کے ہاتھ سے "شرب" (دیکھیے اصطلاح نمبر ۱۵) کیا ہو "جد" جو دو مختلف مراکز میں ہو، مساوی الدرجہ ہونے کی بناپر "مسابل / مسامل" کہلاتے تھے بقول ابن المعمار "کابن العم المساوی لابن عمہ الآخر" "مسابل" غلط ہے اور مسامل صحیح۔

۸۔ **دکش** (غلطی سے تکش بھی لکھتے ہیں) "دکش" اصطلاحِ فتوت میں اس "فتیٰ" کو کہتے ہیں جسے اپنی نااہلی یا کسی تادیبی کارروائی کے نتیجے میں نظامِ فتوت سے خارج کر دیا گیا ہو "کان فتیٰ دلیس ھوالآن" فتیان برادری میں سے اخراج کا عمل اصطلاحات "اخذ" اور "رمی" کے تحت ملاحظہ ہو۔ عام اصطلاح میں "دکش" نااہل و نالائق کے مترادف نازیبا کلمہ ہے۔

۹۔ **بکر**۔ "بکر" نظامِ فتوت میں داخل ہونے کے متمنی امیدوار کو کہتے ہیں جب تک وہ "شرب" نہ کرے یا کسی غیر مجاز کے ہاتھ سے "شرب" کر بھی لے، تو وہ "بکر" ہی کہلائے گا۔

۱۰۔ **نقیل**۔ "نقیل" یا نقیل اس "فتیٰ" کو کہتے ہیں جو ایک "کبیر" (رئیس حزب) یا "جد" (صاحبِ مرکز) کو چھوڑ کر کسی دوسرے کبیر یا جد کے ہاں چلا جائے۔ عام طور پر یہ کلمہ طنزیہ بولا جاتا تھا یعنی ایسے شخص کے لیے جو نظامِ فتوت میں ایک جگہ جم کر کام نہ کر سکے۔ بعض شرائط کے تحت البتہ حزب، بیت اور مرکز کو تبدیل کر دینے کی اجازت تھی مگر ضروری تھا کہ اس ضمن میں کبیر اور جد نے اجازت دے رکھی ہو۔

۱۱۔ **وکیل**۔ نظامِ فتوت کے کسی عہدہ دار کا قائم مقام فتیٰ (مرد) جو کسی معین مدت کے لیے اس کے فرائض انجام دیتا رہے "وکیل" کہلاتا تھا۔ مؤکل کے فرائض اور حقوق اس پر واجب ہوتے تھے۔

سٹ ۱۳ سہ ماہی اقبال ریویو کراچی جنوری ۱۹۷۱ء میں میرا مقالہ "اقبال اور جوانمرداں" ملاحظہ ہو۔

اور اگر دو وکالت کے دوران اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جس کی باز پرس ضروری ہو، تو "اخذ" اور "رمی" (اصطلاحات نمبر ۱۹ و ۲۰) کا عمل اس پر ہو سکتا تھا۔

۱۲۔ نقیب:۔ اسے خطیب القوم بھی کہتے تھے وہ فتیان کا ترجمان اور ان کے درمیان رونما ہونے والے تنازعات میں مصالحت کروانے والا تھا۔ وہ نیک اور نیکی کا درس دینے والا شخص ہوتا تھا۔ اسے زعیم القوم (کبیر) اس کام پر مامور کرتا تھا۔ "نقیب" فتیان میں سے ہی مقرر کیا جاتا تھا۔ ابن المعمار کے بقول یہ "نقیب" قرآن مجید کی ان آیات کے بموجب "اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (۲ : ۴۴) اور "وما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ" پہلے نیکی کے کاموں پر عمل کر کے نمونہ بنتا اور پھر دیگر "فتیان" کو بھی قول و فعل میں مطابقت رکھنے کی تلقین کرتا تھا۔

۱۳۔ شد:۔ "ابن" کے "فتی" بننے کی تقریب میں "استاد شد"[۱] کے ہاتھوں "فتی" کے ازار بند میں تین گرہیں لگائے جانے کی رسم کو اصطلاح میں "شد" کہتے ہیں۔

۱۴۔ تکمیل:۔ "شد بندی" کے بعد "ابن"، "فتی" کہلانے لگتا ہے۔ اس کے بعد کلاہ فتوت اور خرقۂ فتوت پہنایا جاتا ہے پھر فتیان برادری اُسے آزماتی ہے اور اگر اہل ثابت ہو تو اسے ذمہ داری کے کام سونپے جاتے ہیں۔ "فتی" کا اس آزمائشی دور کو کامیابی کے ساتھ طے کر لینا، اصطلاح میں "تکمیل" کہلاتا ہے۔ ابن المعمار نے شد و تکمیل کے بارے میں مفصل لکھا ہے افتتاحی سطور یہ ہے: الشد مبدأ لعهد وانعقاد ۔ وسبب دخوله فى الفتوة والتكميل تمام العهد وكماله ومنزلة الشد والتكميل كالنكاح والدخول بالزوجة

۱۵۔ شرب:۔ "شرب" (پینا) کاس الفتوۃ سے آب ملیح پینے کی اصطلاح ہے۔ فتیان کی اس سنت اور اس بارے میں ان کی توجیہات کو ہم نے اس سے قبل بیان کر دیا ہے۔

۱۶۔ محاضرہ:۔ یہ "شرب" سے مربوط ہے "شرب" اور مجلس فتیان کی دیگر رسوم کی خاطر جن میں "ابن" "فتی" بنتے ہیں، جو انمردانِ شہر کو اس مجلس میں شامل ہونے کی دعوت دی جاتی تھی۔ اس دعوت

---

[۱] ماہنامہ فکر و نظر مئی ۱۹۷۰ء ص ۸۵۶

کا مقصد فتیان کے درمیان رابطے کو مضبوط تر کرنا تھا۔ اسی اصطلاح میں اس دعوت کو "محافرہ" کہتے ہیں۔

۱۷- نقلہ (النقلہ) یہ نقیل و نقیل سے ہی ماخوذ ہے جب کوئی "فتیٰ" ترقی پا کر دوسرے حسب یا بیت میں داخل ہو تو اسے مجاز و محمود سمجھا جاتا ہے۔ اسے "نقلہ" سے بیان کرتے ہیں۔

۱۸- تعبیر (عبور کرنا) یہ بھی ترقی کرنے کی اصطلاح ہے مگر غیر معمولی۔ اگر کوئی "ابن" درمیانی واسطوں سے قطع نظر "جد" کہلا سکتا "فتیٰ" بنے یا کوئی دیگر غیر معمولی ترقی پالے تو اسے "تعبیر" کہتے ہیں۔ تعبیر کے مجاز یا غیر مجاز ہونے کے بارے میں اختلافِ نظر رہا ہے۔

۱۹- اخذ (چھین لینا) کسی بدعملی کی بنا پر "پدرِ فتوت" (رئیسِ گروہ) کسی "فتیٰ" کا خرقۂ فتوت چھین کر اس کی رکنیت کو معطل کر سکتا تھا البتہ ماخوذ رکن کو اپنی صفائی پیش کرنے اور تلافی مافات کرنے کا موقعہ دیا جاتا تھا۔

۲۰- رمی "کبیر" کوئی کام خلافِ ضابطہ کرتا تو فتیان اس کا محاکمہ کرنے اور اسے معطل کرنے کے مجاز تھے۔ تعطل کے بعد اگر وہ اپنی صفائی پیش کر سکتا تو بحال ہو جاتا تھا ورنہ برادری سے خارج۔ اس کام کو "رمی" (پھینکنا) کہتے تھے۔

۲۱- غیب ایسا کام کرنا جس سے فتوت کا ابطال ہو جائے۔ ایسے بہت سے کام تھے مثلاً ذخیرہ اندوزی، تہمت تراشی اور دھوکا دہی وغیرہ البتہ عیوب کی فہرست مختلف مراکز میں مختلف رہی ہے۔

۲۲- وقف "جد" کسی مصلحت کی بنا پر "محافرہ" (اصطلاح نمبر ۱۴) منعقد ہونے کو کسی وقت تک موقوف کر سکتا تھا اسے "وقف" کہتے تھے اور اس ضمن میں "جد" کو اختیارات حاصل تھے۔

۲۳- محاکمہ "رمی" (اصطلاح نمبر ۲۰) میں بیان ہو چکا ہے کہ "فتیٰ" اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر "کبیر" کے خلاف درخواست دیتے اور اسے معطل کروا سکتے تھے۔ اس ضمن میں فتیان "زعیم" یا کسی دوسرے فتیٰ رفتیان کو حکم بنوا سکتے تھے۔ یہی عمل "محاکمہ" ہے۔

۲۴- ہبہ ایک "کبیر" اگر کسی فتیٰ (رفیق) کو اس کی رضامندی سے کسی دوسرے "کبیر" کے ماتحت قرار دے دے بشرطیکہ یہ دوسرا کبیر اس "فتیٰ" کو قبول پر راضی ہو، تو اس